TQ Lesson 250 Surah Mumin 47-68 tafsir2

سورۃ المومن، آیت نمبر 61 میں اللہ تعالیٰ توحید اور آخرت پر آفاق سے دلائل دیتے ہیں ایک ہی بات ہے بار بار ذہن نشین کرائی جا رہی ہے مختلف انداز ہے، پیار بھرا انداز ہے شاید کہ یہ انسان سمجھ جائے کیا کہا

آیت نمبر61۔ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ

ترجمہ۔ وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ اس میں سکون حاصل کرو، اور دن کو روشن کیا حقیقت یہ ہے کہ اللہ لوگوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے مگر اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے

اللَّهُ الَّذِي اللہ وہ جو **جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ** بنایا ہے اس نے تمہارے لئے رات کو۔ تو رات کس نے بنائی؟ اللہ نے بنائی۔ رات بنانے کا مقصد کیا ہے رات کیوں بنائی؟ **لِتَسْكُنُوا فِيهِ** تاکہ تم اس میں آرام حاصل کرو۔ تو رات کی تاریکی ، رات کی خنکی ،رات کے اندھیرے رات کا ایک چادر کی طرح بچھ جانا اس کا مقصد کیا ہے؟ تاکہ ہم اس میں سکون حاصل کریں ہم اس میں آرام حاصل کریں تو دراصل یہ بھی اللہ تعالی کا مجھ سے اور آپ سے پیار ہے کہ دن بھر جب ہم کام کر کر کے تھک جاتے ہیں کام پھر بھی ختم نہیں ہوتے اور میرا اور آپ کا دل کبھی کبھی یہ تمنا کرتا ہے کاش کہ ابھی شام نہ ہوئی ہوتی کاش کہ ابھی رات نہ ہوئی ہوتی اور میں اپنے یہ کام سمیٹ لیتی لیکن اللہ تعالی کہتے ہیں کہ نہیں میں کیا کرتا ہوں میں نے تمہارے لئے رات بنا دی تاکہ تم اس میں آرام حاصل کرو تو رات کے اندھیرے، رات کا ہونا کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے کوئی غم کی بات نہیں ہے افسردگی کی بات نہیں ہے بعض اوقات زندگی میں بھی بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہر طرف اندھیرا ہے میرے مسائل الجھے ہوئے ہیں میں بہت پریشان ہوں ہر طرف شب تاریک نظر آتی ہے تو اللہ تعالی کہتے ہیں کہ تم مایوس نہ ہو یہ جو اندھیرے ہیں یہ جو رات کا ہونا ہے یہ مسائل کا الجھنا ہے یہ جو ظلمتیں تمہیں نظر آتی ہیں بظاہر مستقبل بڑا تاریک نظر آتا ہے حال بڑا اداس ہے بڑا تاریک ہے لیکن غم نہ کرو یہ جو دور ہے اس کا بھی ایک مقصد ہے پھر کیا فرمایا رات کے بعد دن کا ذکر کیا **وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا** اور دن کو روشن بنا دیا اب بات ہے دن کی تو دن جب نمودار ہوتا ہے دن جب طلوع ہوتا ہے تو رات کی تاریکی چھٹ جاتی ہے ہر طرف روشنی کی کرنیں بکھر جاتی ہیں اللہ تعالیٰ بتا کیا رہے ہیں؟ کہ دن کو **مُبْصِرًا** بنایا روشن بنایا ایسے ہی نہیں بنایا اور آپ دیکھ لیں کہ جیسے رات کے اندر اندھیرا تھا آنکھ کے اندر بھی اندھیرا ہوتا ہے پھر اس میں بصیرت بھی ہوتی ہے تو کائنات کے اندر رات کے وقت اگر اندھیرا ہے تو پھر کیا ہے کہ اس کے اندر روشنی بھی ہوتی ہے تو تم ایک چیز کا ایک ہی پہلو مت دیکھا کرو اس کا جو دوسرا پہلو ہے اس کی طرف بھی توجہ دیا کرو تو **مُبْصِرًا** کس چیز کی طرف متوجہ کرتا ہے؟ کہ یہ کائنات کے اندر ایک تضاد ہے دن کی روشنی مجھے اور آپ کو کیا پیغام دیتی ہے؟ کہ اب دن روشن ہو گیا ہے تم آرام کر چکے ہو اب اٹھو اور کام کرو اب اپنے دن کو سرگرمیوں سے بھر دو تو گویا کہ اب دن ہے سونے کا وقت ختم ہو چکا ہے اور اب تمہیں اٹھنا ہے اور اٹھ کر کائنات کے نظام میں ایک ہلچل مچانی ہے ایک کام کرنا ہے تو عمل کا کیا اصول نکلا دو باتیں ہیں اور بڑی ہی اہم ہیں کہ یہ اللہ کی رحمت اور ربوبیت کا لازمی تقاضا ہے کہ رات کے بعد وہ دن لائے تاکہ دن کی روشنی میں لوگ اللہ تعالیٰ کو یاد کریں کام کریں اس کی نعمتوں کا شکر ادا کریں تو رات اور دن کیا ہے؟ (آپ اس کے آگے لکھیں رات اور دن دونوں مل کر کیا کرتے ہیں تضاد ایک تضاد ہے پھر اس کے آگے لکھیں کہ رات + دن= تضاد +

پیوستگی، وابستگی ،ہم آہنگی) ۔ بظاہر تضاد نظر آتا ہے لیکن ان دونوں کے اندر ایک بڑی وابستگی پیوستگی اور ہم آہنگی نظر آتی ہے اور کیا ہے کہ رات کے بعد جس طرح دن کا آنا ضروری ہے اسی طرح اس دنیا کے بعد آخرت کا ہونا ضروری ہے تاکہ اللہ تعالی ہر ایک کو اس کے اعمال کی جزا یا سزا دے سکے تو بات کیا ہے کہ جانوروں کی طرح اپنی نیند کو پورا نہ کریں بلکہ سوچیں اور سمجھیں لیکن ہماری مشکل یہ ہے جو چیز روٹین بن جاتی ہے پھر ہم اس میں غور و فکر نہیں کرتے تو یہ رات اور دن کا جو چکر ہے، جو اس کا پھیر ہے، یہ اس کا آنا اور جانا ہے تو اس کا مقصد کیا ہے کہ یہ بھی اللہ کی قدرت کی بہت بڑی نشانیاں ہیں کہ یہ ایک اللہ ہے جس نے یہ کیا ہے اگر دو خدا ہوتے تو جھگڑا ہوتا آپس میں ایک کہتا رات رکھنی ہے دوسرا کہتا دن رکھنا ہے تو یہ رات اور دن کا جو ہیر اور پھیر ہے یہ توحید پر دلالت کرتا ہے اور دوسری بات کیا آخرت کا تقاضا کرتا ہے کہ جس طرح رات کے بعد دن ہے اسی طرح دنیا کے بعد آخرت ہونی چاہئیے اب آپ دیکھ لیجئیے کہ اسی بات کو اللہ تعالیٰ قرآن میں مختلف انداز میں بیان کرتے ہیں اور جیسے **وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا () وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا (1-2. الشمس)** سورج اور چاند کا آنا جانا ہے اور پھر رات اور دن کا آنا جانا۔ اللہ تعالیٰ کہیں سورج کی قسم کھاتے ہیں اور کبھی رات کے اندھیرے کی طرف متوجہ کر کے کیا کہتے ہیں کہ تیرے رب نے تجھے چھوڑ نہیں دیا تیرا رب تجھ سے ناراض نہیں ہوا۔ **وَالضُّحَىٰ () وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ () مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ () وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُولَىٰ (1-4. الضحی)** " قسم ہے روز روشن کی۔ اور رات کی جبکہ وہ سکون کے ساتھ طاری ہو جائے۔ (اے نبی ﷺ) تمہارے رب نے تم کو ہرگز نہیں چھوڑا اور نہ وہ ناراض ہوا۔ اور یقیناً تمہارے لیے بعد کا دور پہلے دور سے بہتر ہے "بات یہی ہے انداز مختلف ہے کہ سورۃ المعارج میں پہلے رات کا ذکر کیا پھر دن کا اور سورۃ الضحی میں پہلے دن کا ذکر ہے پھر رات کا اللہ تعالیٰ نے یہ جو قسم کھائی رات کی اور دن کی سورۃ الضحیٰ میں یہ کیوں کھائی؟ کہ اصل میں وحی آرہی تھی اور وحی آنا بند ہوگئی رسول اللہ ﷺ بڑے پریشان ہوئے کیونکہ جب کوئی چیز بند ہو جائے رک جائے تو انسان کو اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا ہے کہ بڑے مشکل دن ہیں آپ سمجھیں کہ اللہ تعالی مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں اللہ تعالی نے آیتیں نازل کر دیں کہ جس طرح چاشت کے وقت روشنی ہوتی ہے اور رات ہر طرف چھا جاتی ہے ان دونوں چیزوں کی قسم نہ تیرے رب نے تجھے چھوڑا اور نہ وہ تجھے بیزار ہوا تو اندھیرے کا چھا جانا چیز کا ساکن ہو جانا بظاہر مستقبل تاریک اور blind اور blackout (ہر طرف اندھیرا) ہو جانا اس بات کی علامت نہیں ہے کہ اللہ تعالی کسی کو چھوڑ دیتا ہے بلکہ کیا ہے کہ اسی میں میری اور آپ کی بہتری ہے تو یہ ہے اصل بات اور پھر ساتھ ہی فرمایا۔ **إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ** بڑی خوبصورت بات ہے کیا فرمایا **إِنَّ اللَّهَ** بے شک اللہ کیسا ہے؟ **لَذُو فَضْلٍ** فضل والا ہے اللہ کے فضل سے کیا مراد ہے؟ اللہ کی نعمتوں کی یادہانی کروائی جا رہی ہے کہ اللہ کے انعامات، اللہ کی نعمتیں، اللہ کے احسانات کی تو اے انسان تجھ پر ہر دم بارش ہوتی رہتی ہے رات کو بھی دن کو بھی اللہ بڑے فضل والا ہے اور کس پر **عَلَى النَّاسِ** لوگوں پر تو انسانوں پر اللہ سب سے زیادہ فضل کرنے والا ہے ہر جاندار کے کام کا بھی آرام کا بھی خود انتظام کر دیا تو کیا کہا کہ اس کو میں کنٹرول کرتا ہوں اور میری تجھ پر اتنی عنایتیں ہیں اتنی نوازشیں ہیں لیکن افسوس کیا ہے **وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ** افسوس تو اس بات کا ہے کہ اکثر لوگ ،تھوڑے نہیں زیادہ تر لوگ شکر ادا نہیں کرتے اور شکر کے کیا معنی ہیں؟ کہ دل اللہ کی نعمتوں کے احساس سے بھر جائے دماغ میں اللہ کی نعمتوں سے تشکر کے جذبات پیدا ہوں (دل میں دماغ میں احساس) پھر زبان اس کی حمد اور تعریف کے گن گائے اور پورے جسم کے اعضاء اور جوارح پھر اللہ کا شکر ادا کریں کبھی قلبی کبھی لسانی کبھی عملی یہ ہے شکر، یہ ہے تشکر تو افسوس کے لوگ کیا کرتے ہیں نعمت اللہ دیتا ہے پھر وہ شرک کرنا

شروع کر دیتے ہیں **وَلٰکِنَّ أَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُونَ** اور جو چیز افسردہ کر رہی ہے کہ اس اکثریت میں کہیں میں اور آپ تو شامل نہیں ہیں اور پھر یہ کہ اگر اللہ تعالی نے مجھے اور آپ کو زندگی کی کچھ گھڑیاں کچھ مہینے کچھ سال دیئے ہیں تو اس میں سے کتنا عرصہ ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور کتنا عرصہ اللہ کی نافرمانی کی کتنے دن کتنے سال ایک دن کا ہی محاسبہ کر لیجئے صبح سے لے کے شام تک کتنی اللہ کی نا شکری کی اور کتنی اللہ کی فرمانبرداری کی۔ کتنی دفعہ اپنے منہ سے نا شکری کرتے ہیں اور کاش کہ میں اور آپ اپنی زبان کو لگام دے دیں اپنے جسم کے اعضاء کے لئے ایک روک اور رکاوٹ کھڑی کر دیں اور وہ کیا ہے کہ بس صرف اور صرف اللہ کی اطاعت کرنی ہے کتنی سادہ سی دلیل ہے کتنی خوبصورت دلیل ہے ایک بدو کو بھی نظر آتی ہے ایک دیہاتی کو بھی نظر آتی ہے ایک عقلمند پڑھے لکھے اور شہری کو بھی نظر آتی ہے کہ رات اور دن دنیا اور آخرت جزا اور سزا لازم اور ملزوم ہیں

آیت نمبر 62۔ ذٰلِکُمُ اللَّهُ رَبُّکُمْ خَالِقُ کُلِّ شَيْءٍ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَأَنَّىٰ تُؤْفَکُونَ

ترجمہ۔ وہی اللہ (جس نے تمہارے لیے یہ کچھ کیا ہے) تمہارا رب ہے ہر چیز کا خالق اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم کدھر سے بہکائے جا رہے ہو؟

ذٰلِکُمُ اللَّهُ رَبُّکُمْ یہ نہیں کہا **هَذَا** ،**تِلْکَ** نہیں کہا **هَذِهِ** نہیں کہا **ذٰلِکُمُ اللَّهُ رَبُّکُمْ** بڑا خوبصورت انداز ہے۔ یہ ہے تمہارا اللہ، رب ہے تمہارا، **الہ** اس کو بناؤ اور یہ ہے رب تو دراصل بات کیا ہے کہ اپنے **الہ** کو پہچانو اس کی بندگی کرو اپنے رب کو پہچانو اس کی ربوبیت کے دلائل نشانات نعمتیں کائنات میں ہر سو بکھری پڑی ہیں ذرا نظر تو اٹھاؤ ذرا سوچو تو سہی ذرا زبان تو کھولو ذرا اپنے اعضاء کو حرکت تو دو یہ ہے **الہ اللّٰہُ** یہ ہے اللہ **رَبُّکُمْ** تمہارا رب اور کیسے؟ **خَالِقُ کُلِّ شَيْءٍ** (آگے وقف لازم ہے) پیدا کرنے والا ہر چیز کا خالق تو وہ ہے تمہارا خالق جب وہ ہے تمہارا رزاق تو پھر تم اس کو اپنا معبود کیوں نہیں بناتے پھر تم اس کو اپنا حاکم کیوں نہیں بناتے پھر دوبارہ تاکید کے لئے وہی بات **لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ** نہیں کوئی معبود مگر وہی کاش کے دل کی گہرائیوں سے یہ پکار اٹھے یہ صدا بلند ہو نہیں میرا ایک معبود ہے میرا ایک اللہ ہے مجھے ایک اللہ کی بندگی کرنی ہے

ے کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے
مجھے کوئی غم نہیں ہے

فَأَنَّىٰ تُؤْفَکُونَ۔ **فَأَنَّىٰ** پس کہاں؟ پس کیوں کر؟ پس کیسے؟ **تُؤْفَکُونَ** تم بھٹکتے پھرتے ہو تم بہکائے جاتے ہو **تُؤْفَکُونَ** یہ مضارع مجہول ہے اور **اِفْک** کے معنی کیا ہوتے ہیں ؟ صحیح اور درست رخ سے کسی کو پھیر دینا پھر اسی طرح یہ لفظ جھوٹ اور بہتان کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے عام طور پر ہم جب چلتے ہیں ہم کھڑے ہوتے ہیں تو کیسے پاؤں کے بل کھڑے ہوتے ہیں سر کے بل کسی کو کھڑا کر دیا جائے مجبور کر دیا جائے تم نے سر کے بل کھڑا ہونا ہے تو یہ ہے کہ چیز کو اس کی اصلی رخ سے پھیر دیا۔ یہ میز ہے اس کی ٹانگیں نیچے ہوتی ہیں اور یہ جو اس کی چھت ہے یہ اوپر ہوتی ہے لیکن اس کی چھت نیچے کر دی جائے ٹانگیں اوپر کر دی جائے تو کیا یہ اُلٹی پھیری ہوئی چیز اچھی لگتی ہے بڑی عجیب لگتی ہے بڑی اچنبھے والی بات ہے۔ **اِفْک** پھیرنے کے لئے قرآن میں 6 لفظ آئے ہیں اور یہ چھٹا درجہ ہے پھیرنے کا **اِفْک** صحیح اور درست رخ سے کسی کو پھیر دینا، کسی کو بھٹکا دینا **تُؤْفَکُونَ** پھر کیسے شرک کرتے ہو پھر کیسے ناشکری کرتے ہو پھر کیسے مجھے بھول جاتے ہو

آیت نمبر 63۔ كَذَٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِينَ كَانُوا بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ
ترجمہ۔ اِسی طرح وہ سب لوگ بہکائے جاتے رہے ہیں جو اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے

كَذَٰلِكَ اسی طرح۔ اب یہ دلیل دی اور ساتھ ہی اللہ رب العزت متوجہ کرتے ہیں بتاتے ہیں اسی طرح، ”**ك**“ ماند **ذَٰلِكَ** اسی **يُؤْفَكُ الَّذِينَ** پھیرے جاتے ہیں وہ لوگ تو **يُؤْفَكُ** بھی مضارع مجھول ہے اُلٹے کر دئیے جاتے ہیں صحیح طرف سے ان کو پھیر دیا گیا ہے **الَّذِينَ** وہ لوگ۔ کون سے لوگ؟ قریش والے مراد ہیں کہ اہلِ قریش بھی اُلٹے رخ پر جا رہے ہیں قرآن کی سیدھی سادھی بات سمجھ میں نہیں آتی پیغمبر کی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی یہ بھی اسی طرح پھیرے جارہے ہیں جیسے پہلی قومیں گزری تھی **كَانُوا بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ** ہیں اللہ کی آیات سے انکار کرتے ہیں تو اہلِ مکہ کو تنبیہ کی جارہی ہے کہ اہلِ مکہ تمہاری عقل اُلٹی کیوں ہو گئی تم اُلٹے کیوں چلنے لگے اللہ کی آیات کا انکار کر کے جیسے پہلی قومیں اُلٹی چلتی رہیں اور اللہ کی آیات کا انکار کرتی رہیں بالکل اُسی طرح تم نے بھی وہ روش اختیار کر لی اور آپ کو پتہ ہی ہے **يَجْحَدُونَ (ج ح د)** انکار کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور انکار کے لئے قرآن میں 4 لفظ آئے ہیں یہ اس کا تیسرا درجہ ہے اور **جحد** کسے کہتے ہیں **كَفَرَ** بھی آ سکتا تھا **نَكَرَ** بھی آ سکتا تھا کہ کسی کو نا پہچاننا لیکن کیا آیا کسی بات کا علم ہو جانے کے بعد دیدہ دانستہ انکار کرنا، دل سے اُس کو ماننا زبان سے اُس کا انکار کرنا کیونکہ کسی چیز کو جب آپ جان لیتے ہیں کہاں جانتے ہیں دل جانتا ہے لیکن زبان اُس کا انکار کرتی جائے نفی کرتی جائے تو کیا کرتے ہیں اللہ کی آیات سے **جحد** کرتے ہیں انکار کرتے ہیں یہ پچھلی قوموں نے کیا جو قومیں صفحہ ہستی سے مٹا دی گئیں اور اب اہل مکہ تم بھی ایسے ہی کر رہے ہو پھر آگے اللہ تعالیٰ آیت نمبر 64 ہے اور اس میں توحید اور آخرت کے مضمون کو ایک نئے اسلوب سے بیان کرتے ہیں ایک نیا انداز ہے ایک نیا پیرایہ ہے

؎ شاید کہ اُتر جائے تیرے دل میں میری بات
شاید کہ تجھے یہ بات سمجھ میں آ جائے وہ انداز کیا ہے

آیت نمبر64۔ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ
ترجمہ۔ وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو جائے قرار بنایا اور اوپر آسمان کا گنبد بنا دیا جس نے تمہاری صورت بنائی اور بڑی ہی عمدہ بنائی جس نے تمہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا وہی اللہ (جس کے یہ کام ہیں) تمہارا رب ہے بے حساب برکتوں والا ہے وہ کائنات کا رب

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا۔ **اللَّهُ** الہ تو وہی ہونا چاہئے۔**الَّذِي** وہ ذات جو **جَعَلَ لَكُمُ** تمہارے لئے بنایا **الْأَرْضَ** زمین کو کیا بنایا **قَرَارًا** ٹھہرنے کی جگہ۔ اللہ تو وہ ذات ہے جس نے زمین کو تمہارا مستقر بنا دیا ،ٹھکانا بنا دیا نہ لوہے کی طرح سخت ہے نہ پانی کی طرح مائع ہے سخت ہوتی تو چل نہیں سکتے تھے اور مائع ہوتی تو زندگی ٹھہر نہیں سکتی تھی ڈوب جاتے اللہ تعالیٰ نے کیا کیا زمین کو ہمارے لئے ٹھہرنے کی خوبصورت جگہ بنا دیا پھر آپ دیکھئے کہ اسی بات کو اللہ تعالیٰ کبھی یوں کہتے ہیں **وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَٰلِكَ دَحَاهَا (30۔ النازعات)** ”اِس کے بعد زمین کو اس نے بچھایا “ تو اللہ تعالی اپنی نعمتوں کا ذکر کرتے ہیں بار بار کرتے ہیں اور کیوں کرتے ہیں تاکہ انسان شکر گزار ہو جائے **قَرَارًا** ماں کی گود قرار گاہ ہے crib جس میں بچہ جا کے آرام سے سو جاتا ہے تو وہ اس کی قرار گاہ ہے تو زمین میری اور آپ کے قرار گاہ ہے **وَالسَّمَاءَ بِنَاءً** اور آسمان کو چھت بنا دیا ذرا سوچیں تو سہی کہ زمین

گہوارہ ہے آسمان چھت ہے تو اوپر آسمان نیچے زمین درمیان میں ہم ہیں تو ہم کھیلتے ہیں کودتے ہیں ہنستے ہیں اور اپنی زندگی گزارتے ہیں تو یہاں پر بھی بتانا کیا مقصود ہے؟ کہ اے انسان یہ سارا کچھ کرنے والا کوئی اور تھوڑی ہے یہ سارا کچھ جس ذات نے کیا وہ اللہ ہے اللہ کی ذات ہے جس نے یہ کائنات تمہارے لیے بنائی رات بھی دن بھی آسمان بھی زمین بھی اور آسمان کہاں ہوتا ہے اوپر زمین کہاں ہوتی ہے نیچے۔ اوپر اور نیچے یہ کیا چیز ہے؟ تضاد ہے جیسے رات اور دن متضاد ہیں۔ اِس کے اندر تضاد بھی ہے اور اِس کے ساتھ ہم آہنگی بھی ہے باہم سازگاری بھی ہے دونوں ایک ہی اللہ نے کی ہیں اگر الگ الگ خدا ہوتے تو پھر گھروں کے اندر زمین پر ہماری رہائش ممکن نہیں تھی تو تمہارے لئے جس نے زمین کو قرارگاہ بنا دیا اور چھت بنایا آسمان کو تو یہ ہے اللہ تو کیا کرو اُس کی عبادت کرو اُس کو اپنا معبود بناو اور شرک چھوڑ دو بار بار ایک ہی بات ہے اور اتنی تکرار ہے اور ڈر لگتا ہے یہ تنبیہ ہے اللہ کی طرف سے۔ آپ دیکھیں کہ کائنات آسمان زمین بھی اللہ کا شاہکار ہے لیکن کائنات میں سے اپنے شاہکار کا اللہ تعالیٰ ذکر کرتے ہیں کہ جس کے لئے اللہ نے یہ پوری کائنات سجائی اب وہ کون ہے؟ وہ میں اور آپ ہیں۔ **وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ** اور صورتیں بنائیں تمہاری۔ صورتگری کی ،تمہیں بنایا ،تمہیں آراستہ کر کے خوب تیار کر کے تمہیں وجود دیا **وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ** اب اتنا ہی کافی تھا کہ تمہاری صورتیں بنائیں اس سے پوری بات سمجھ میں آرہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اتنا کافی نہیں سمجھا بلکہ کیا کہا **فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ** پس بہت اچھی بنائیں صورتیں تمہاری **صورة** کی جمع ہے **صُوَر** اور **أَحْسَنَ** احسان کے درجے پہ بنائیں نہایت حسن اور خوبی سے نہایت جمال کے ساتھ تو یہ اللہ تعالیٰ کا اتنا بڑا احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ذکر کرتے ہیں اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اپنی اس نعمت کا ذکر کرتے ہیں اور بار بار کرتے ہیں اور اس کا ذکر کرنے کا پھر مقصد کیا ہے؟ تاکہ انسان اللہ کی طرف رجوع کرے تاکہ اللہ کی نعمتوں پر شکر گزار ہو مثلاً آپ دیکھئے کہ اللہ رب العزت یہ سوال کرتے ہیں مجھ سے اور آپ سے اور سوال کیسے کرتے ہیں قرآن مجید کی اور آیت سے اگر آپ دلیل دینا چاہیں تو ایک دلیل نہیں ہمیں بہت سی دلیلیں ملتی ہیں مثلاً آپ دیکھیں کہ سورۃ التین ہے کیا فرمایا **لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (4۔ التین)** "یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا" ساری مخلوقات کو اللہ تعالی نے پیدا کیاً ہے مثلاً جانور بھی اللہ تعالی نے پیدا کیے ہیں پرند بھی ہیں چرند بھی ہیں لیکن جانور کیا ہے کہ منہ نیچے کو جھکا ہوا ہے انسان کو لمبا قد ،سیدھا سیدھا جسم دیا ہاتھوں سے کھاتا ہے بعض جانور اپنے پاؤں سے، پنجے سے کھاتے ہیں پرند ہیں چرند ہیں جانوروں کے جسم بے ڈھنگے ہوتے ہیں اور پھر اللہ تعالی نے انسان کو اہم اعضاء دئیے، پھر عقل دی، تدبر ، فہم ،حکمت، سماع اور بصر کی قوتیں اور پھر اللہ نے انسان کو بہترین صفات کا پرتو بنایا اور اللہ تعالی نے جب انسان کو اتنا خوبصورت بنایا۔ اتنا بہترین بنایا تو پھر ہونا کیا چاہئے تھا؟ کہ ہم اللہ تعالی کی بندگی کرتے ہم اللہ تعالی کو پہچانتے اللہ تعالی کے ہو جاتے کیونکہ اللہ تعالی کہتے ہیں(آپ دیکھئے سورۃ الانفطار بڑی مجھے پسند ہے اور یقینا آپ بھی جب اس کو پڑھیں گی اور آپ نے اس کو حفظ کر لیا ہے آپ کو بھی بہت اچھی لگتی ہوگی اور اس کی یہ آیت تو ایسے دل کے اندر ایک ہلچل پیدا کر دیتی ہے اور وہ کون سی ہے)۔ **يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ () الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ () فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ رَكَّبَكَ () كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالدِّينِ (6-9۔ الانفطار)** "اے انسان تجھے اپنے رب کریم کی طرف سے کس چیز نے بہکایا کس نے دھوکے میں ڈال دیا کہ تُو اس کا کفر کرنے لگا اور شرک کرنے لگا" ۔ **الَّذِي خَلَقَكَ** جس نے تجھے پیدا کیا(کیا مطلب حقیر سے نطفے سے تجھے پیدا کیا) **فَسَوَّاكَ** پھر ٹھیک ٹھاک کیا (ایسے نہیں جیسے نک سک درست کیا مناسب ہر جگہ مٹی لگائی) اور کیا ہے **فَعَدَلَكَ** پھر تجھے برابر کر دیا معتدل ،حسنِ صورت ، دو آنکھیں، دو کان، دو ہاتھ، دو پاؤں اور پورے جسم کے اعضاء

کے اندر ایک مناسبت ہے ایک برابری ہے تو یہ ہے پھر کہا پھر جس صورت میں چاہا تیری ترکیب کی اور تجھے ڈھالا (مطلب کیا ہے کہ جیسا چاہا اللہ نے بنا دیا کسی کو والد سے ملتا ہوا کسی کو ماں سے ملتا ہوا کسی کے خاندان میں کسی سے مشابہت نہیں ہے جیسا چاہا چھوٹا قد بڑا قد مختلف انداز میں) لیکن یہ سب کچھ تو اللہ نے کیا **يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيم** آپ یاد رکھیں انگور کی بیل کو اور پھر اسے سوچیں یہاں پر وہی بات ہے کہ تجھے صورت دی۔ **وَصَوَّرَكُمْ** تمہاری صورتیں بنائیں جمع کا صیغہ ہے اُس زمانے کے لوگ آج کے زمانے کے لوگ رہتی دنیا تک اور پھر کتنی خوبصورت صورتیں بنائیں کتنا اچھا بنایا تو یہ آیتیں پڑھ کر خاص طور پر یہ آیت کا حصہ کیا دعا پڑھنی چاہئے۔ **«اللّٰهُمَّ أَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ»** ”کہ جیسے تُو نے ہماری شکل اچھی بنائی ہے ویسے ہمارے اخلاق کو بھی اچھا بنا دے“ (شیشہ دیکھنے کی دعا بھی اسے ہی کہتے ہیں) **وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ** اور رزق دیا تم کو پاکیزہ چیزوں سے۔ تو جس طرح تمہاری رہائش کے لئے آسمان کو **بِنَاءً۔** بنا دیا الارض کو **قَرَارًا** بنا دیا بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کیا کیا پاکیزہ چیزوں کا رزق عطا کیا **الطَّيِّبَاتِ** اور طیب ظاہری طور پر بھی معنوی طور پر بھی حلال چیزیں دیں اور اس کے ساتھ ہی بہترین چیزیں ہیں اچھی چیزیں ہیں تو کھانے پینے کے لئے **رزق** کا لفظ استعمال کیا اور ہر طرح کی چیزیں۔ **وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ** رزق دیا تم کو پاکیزہ چیزوں سے اور آپ اس کو کھانے پینے کی چیزیں بھی لے سکتی ہیں اور رزق سے مراد ساری نعمتیں، صلاحیتیں اور انعامات اور احسانات بھی اس سے مراد لے سکتی ہیں تو جب چیزیں پاک ہیں اور صاف ستھری ہیں اور بہترین ہیں تو ہمیں کیسا ہونا چاہئے پھر ہمیں بھی شرک سے پاک ہونا چاہئے پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے ایک اللہ کی بندگی کرنی چاہئے گھر بھی پاک، جسم پاک صاف ستھرے صفائی ہر چیز کا خیال رکھنا چاہئے **ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ** یہ کتنا خوبصورت انداز ہے اگر **”هُوَ“** آجائے یا **”هِيَ“** آجائے یا اور کوئی ضمیر آئے تو بات بنتی نہیں ہے جو حسن اور جو اعتدال اور جو تاکید اور جس طرح سے بات یہاں پہ **ذَٰلِكُمُ** سے فٹ ہوتی ہے اور کسی سے نہیں **ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ** یہی ہے اللہ رب تمہارا تاکید کے لئے ہے حصر کے لئے ہے ہر طرح سے۔ تو یہ ہے رب تمہارا تو مشرک پھر شرک کیوں کرتے ہیں اور لوگوں کے آگے کیوں جھکتے ہیں **فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ** پس بابرکت ہے اللہ رب جہانوں کا۔ اس کے معنی کیا ہیں؟ اللہ بڑے ہی فیض والا ہے اور بڑی ہی برکت والا ہے تو سارے جہانوں کا پرورش کرنے والا بڑا ہی بابرکت ہے تو یہاں پہ ہمارے لئے پھر جو عمل کی بات آتی ہے کہ ہم **فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ** کا کیا جواب دیں ؟ **بَلٰى شَهِدْنَا (** ہاں کیوں نہیں)۔ ہم اس کی گواہی دیتے ہیں تُو ہمارا رب ہے، تُو اللہ ہے، تُو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے بنانے والا ہے پھر فرمایا

آیت نمبر65۔ هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
ترجمہ۔ وہی زندہ ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں اُسی کو تم پکارو اپنے دین کو اس کے لیے خالص کر کے ساری تعریف اللہ ربّ العالمین ہی کے لیے ہے

هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وہی ہے **الْحَيُّ۔** **حَيٌّ** کے معنی کیا ہیں زندہ، وہی تو ہے زندہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں **لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ** تو باقی جو تمہارے معبود ہیں وہ تو مر جاتے ہیں ان کو دنیا میں ہمیشہ کیلئے زندگی میسر نہیں ہے تو یہ ہے تمہارا **الٰہ** اور ایسا **الٰہ** ہے جو کہ زندہ ہے **حَيُّ الْقَيُّوم** ہے زندگی دینے والا ہے قائم رہنے والا ہے قائم رکھنے والا ہے **فَادْعُوهُ** پس اسی کو پکارو **فَادْعُوهُ** کے کیا معنی ہیں؟ کہ اسی سے دعائیں مانگی جائیں اور دعا کے دوسرے معنی کیا ہیں؟ اسی کی بندگی کی جائے اسی کو پکارو اسی کی بندگی کرو تو بندگی کیسے کرنی ہے؟ **مُخْلِصِينَ** خالص کر کے کوئی ملاوٹ نہیں ہونی

چاہئے کوئی **غش** نہیں ہونا چاہئے کوئی **غل** نہیں ہونا چاہئے ہے نا کچھ نہیں آنا چاہئے میل ملاوٹ جھاگ، فتور، ریا ذرہ برابر نہیں چاہئے اللہ کو بار بار اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ** کہ خالص کر کے اسی کے لئے دین (عبادت کو) **الدِّينَ** یہاں معنی عبادت کے ہیں کہ تم جب عبادت کرو اللہ کی تو خالص صفائی ہے ستھرائی ہے اللہ کے لئے گھر صاف رکھنا ہے۔ دوستی کرنی ہے اللہ کے لئے کسی کو کچھ دینا ہے اللہ کے لئے۔ **مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ، وَأَبْغَضَ لِلَّهِ، وَأَعْطَى لِلَّهِ، وَمَنَعَ لِلَّهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ** یہ ہے ایمان کی تعریف اللہ کے لئے دیا اللہ کے لئے روکا اللہ کے لئے محبت کی اللہ کے لئے دشمنی کی اس نے اپنی ایمان کی تکمیل کر لی یہ ہے خالص دین۔ ہمیں ملاوٹ اچھی نہیں لگتی بعض بہنیں ہیں کاٹن کے کپڑے چاہئیں ریشم کی ملاوٹ سے جسم میں دانے نکل آتے ہیں کریم لوشن اچھا استعمال نہ کریں چہرہ خراب ہو جاتا ہے کھانا ملاوٹ والا کھائیں تو پیٹ خراب ہو جاتا ہے پاکستان لوگ جا کے اس کی خوراک کے بارے میں باتیں کرتے رہ جاتے ہیں جنہوں نے ساری زندگی وہاں پر گزاری اور پھر کہتے ہیں کہ وہاں کا سوڈا اس کا کوئی مزہ نہیں ہے اور وہاں کے جو مصالحے اور چیزیں ہیں ان کا کوئی مزہ نہیں ہے اور وہاں تو بس کیا بتاؤں بہن دو مہینے رہی پیٹ ہی خراب رہا اور پانی تو اتنا خراب ہے کہ بس ہم تو پانی بھی یہاں سے لے کر گئے ایک دفعہ میں ائرپورٹ پہ تھی ہم جا رہے تھے اور بڑے میں حیران ہوئی New York ائرپورٹ پہ تھے ہم لوگ **JFK** New York کا سب سے بڑا ائرپورٹ ہے تو بڑی حیران ہوئی کہ کوئی سوڈے کے پیپسی کے ڈالے کے ڈالے لا رہا ہے۔ میں نے کہا یہ چیز بھی لے جانے والی ہے جیسے پانی سوڈا تو اصل بات کیا ہے کہ کھانا پینا اور زندگی کی ضرورت کی چیزیں تو ہمیں خالص چاہیئیں تو اللہ نے جب کائنات میرے اور آپ کے لئے خالص بنائی اتنی خوبصورت بنائی تو پھر ہم اپنا دل اللہ کو خالص کیوں نہیں دیتے اس دل میں اور محبتیں کیوں بھر لیتے ہیں اور جب کسی چیز میں بہت سی محبتیں بھر لی جائیں تو پھر خالص محبت اللہ کے لئے کہاں سے آئے گی۔ میں آپ کو ایک مثال دیتی ہوں بڑی خوبصورت مثال ہے بڑی اچھی لگتی ہے مثلاً ایک jar ہے آپ کے پاس اور آپ کے پاس ہیرے جواہرات بھی ہیں اور پتھر بھی ہیں کوئلے بھی ہیں آپ کیا کرتی ہیں کہ وہ مرتبان شیشے کا ہے بڑا خوبصورت ہے آپ نے اس کے اندر پتھر ڈال لئے ہیں اب چاہتی ہیں اس میں ہیرے بھی ڈال دیں اب کیا ہے کہ پتھروں سے وہ جار بھر گیا ہے اب ہیرے ڈالنے کی اس میں کوئی جگہ نہیں ہے ہیرے پسند بھی ہیں اس کی چمک سب چیزیں لیکن وہ جار بھرا ہوا ہے پتھروں سے اور سیپ سے اور اب اس کے اندر ہیرے نہیں آسکتے تو دل ایک jar ہے ایک برتن ہے اس کو ہم نے دنیا کی محبت سے بھر دیا ہے تو آخرت کی محبت اس میں کیسے آئے اس میں آلائشیں ہیں بہت سی کینہ، حسد کدورت، نفرت ،شرک، دوئی، دوئی دوسروں کے لئے عمل کرتے ہیں تو پھر اس میں اللہ کی محبت کیسے بھر دیں۔ ایک برتن ہے اور اس میں دو محبتیں جمع نہیں ہو سکتیں یا اللہ کی محبت اس میں بھریں اور آخرت کی اور یا پھر دنیا کی اور اپنے نفس کی اور شیطان کی۔ تو خالص کریں اس کے لئے عبادت کو **الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ** سب تعریف اللہ کی رب ہے جہانوں کا۔ تمام جہانوں کا جو رب ہے حقیقت میں تعریف کے لائق وہی ہے تو کیا ہے کہ جب اخلاص سے اطاعت کی جائے گی تو پھر خود بخود ہماری زبان پر ہمارے دل میں ہمارے جسم سے یہ پکار خود بخود بلند ہوگی کہ حقیقت میں ایک اللہ ہے جس کی حمد ہے شکر ہے اور جس کی تعریف ہے۔ پھر ایسا نہیں ہوگا کہ تسبیح کے دانے تو **الْحَمْدُ لِلَّهِ** کے گرائیں گے اور کہنا کسی اور کا مانیں گے کبھی دل کا اور کبھی دوستوں کا تو اصل **حَمْد** کیا ہے جس کی تعریف کے گن گاتے ہیں جس کے لئے تسبیح کے دانے گراتے ہیں عملی زندگی میں بھی اس کی حکومت کو قائم کیا جائے اس کا شکرانہ ادا کیا جائے اب رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کیا جا رہا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ یہ جو جھگڑے کرنے والے ہیں یہ جو **جحد** اور **کفر** کرنے والے ہیں یہ جو **مسرف** اور

کذاب لوگ ہیں آپ ان کو فیصلہ کن جواب دے دیجئے اور فیصلہ کن جواب کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا

آیت نمبر66۔ قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَمَّا جَاءَنِيَ الْبَيِّنَاتُ مِنْ رَبِّي وَأُمِرْتُ أَنْ أُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ

ترجمہ۔ اے نبی ﷺ، اِن لوگوں سے کہہ دو کہ مجھے تو اُن ہستیوں کی عبادت سے منع کر دیا گیا ہے جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو (میں یہ کام کیسے کر سکتا ہوں) جبکہ میرے پاس میرے رب کی طرف سے بینات آ چکی ہیں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں رب العالمین کے آگے سرِ تسلیم خم کر دوں

قُلْ آپ کہہ دیجئے **إِنِّي نُهِيتُ** بے شک میں منع کیا گیا ہوں ،مجھے تو منع ہی کر دیا گیا اس بات سے کس بات سے **أَنْ أَعْبُدَ** کہ میں عبادت کروں ان لوگوں کی **تَدْعُونَ** جن لوگوں کو تم پکارتے ہو **مِنْ دُونِ اللَّهِ** اللہ کے سوا اللہ کو چھوڑ کر جنہیں تم پکارتے ہو مجھے کیا کہا گیا ہے؟ مجھے منع کر دیا گیا ہے تو **مِنْ دُونِ اللَّهِ** سے مراد یعنی ان تمام بتوں کو چھوڑ دیا جائے اور شرک کرنا چھوڑ دیا جائے جو تم کرتے ہو اس کا یہ نہیں مطلب کہ رسول اللہ شرک کر رہے تھے بلکہ یہ کہ اہل مکہ جب آکے آپ سے مصالحت کرنا چاہتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ ہمارے بتوں کو برا بھلا نہ کہیں تو پتھر کی مورتیاں ہیں، انبیاء ہیں، صالحین ہیں، یا قبروں میں مدفون شخصیتیں ہیں تو منع کر دیا گیا ہے کہ ان میں سے کسی کو نہیں پکارنا کسی کی بندگی نہیں کرنی۔ ان سے نہ ڈرنا ہے نہ امیدیں وابستہ رکھنی ہیں اور یہ صرف ایک اللہ کا حق ہے **لَمَّا جَاءَنِيَ الْبَيِّنَاتُ** جب آئیں میرے پاس روشن دلیلیں **مِنْ رَبِّي** میرے رب کی طرف سے تو میرے رب کی طرف سے اس سلسلے میں میرے پاس روشن دلیلیں یعنی ہدایات آئیں ہیں آیات آئیں ہیں اور یہ روشن دلیلیں کائنات سے بھی ہیں اور میرے رب کی طرف سے جس رب نے ساری نعمتیں دیں **وَأُمِرْتُ أَنْ أُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ** اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تابع ہو جاؤں رب کے لئے جو کہ جہانوں کا رب ہے تو اصل بات کیا ہے

ے زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

میری اور آپ کی زندگی کا مقصد کیا ہے کہ میں اور آپ اللہ کو راضی کریں بس ایک ہی ہے مقصد سوچوں کا دھارا ، فکروں کا زاویہ ایک ہی ہونا چاہئے کہ ایک اللہ کے آگے اپنے آپ کو جھکا دینا ہے ایک اللہ کی بندگی کرنی ہے۔ ایک اللہ کی عبادت کرنی ہے۔ تو کاش کہ یہ ایک بات میری اور آپ کی سمجھ میں آ جائے اس لئے کہ یہاں پر کہا جا رہا ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اور عبادت کے دو معنی ہیں کیا **عَبَد** ایک ہے دعا کرنا اور دوسرا ہے بندگی کرنا۔ تو اللہ ہی سے لَو لگانی ہے اسی سے امیدیں اسی سے ڈرنا ہے دوسری بات کیا ہے کہ بندگی اسی کی کرنی ہے باقی سب کو چھوڑ دینا ہے اور پھر کیا ہے **وَأُمِرْتُ** تاکید کے لئے بتایا جا رہا ہے کہ مجھے تو حکم دے دیا گیا ہے **أَنْ أُسْلِمَ** کہ سراپا اطاعت بن جاؤں تابع ہو جاؤں **لِرَبِّ الْعَالَمِينَ** تو دو جہانوں کا رب ہے کائنات تو اس کے لئے مطیع ہے تو میں بھی اس اللہ کا مطیع بن جاؤں پھر آپ دیکھیں کہ آفاق کے دلائل ختم ہوتے ہیں اس کے بعد اگلی آیت بتا رہی ہے کہ اب کہاں سے دلائل ہیں؟ **انفُس** انسانوں کے جسم سے دلیل دی گئی ہے

آیت نمبر67۔ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُونُوا شُيُوخًا وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّىٰ مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوا أَجَلًا مُسَمًّى وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ

ترجمہ۔ وہی تو ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر خون کے لوتھڑے سے، پھر وہ تمہیں بچے کی شکل میں نکالتا ہے، پھر تمہیں بڑھاتا ہے تاکہ تم اپنی پوری طاقت کو پہنچ جاؤ، پھر اور بڑھاتا ہے تاکہ تم بڑھاپے کو پہنچو اور تم میں سے کوئی پہلے ہی واپس بلا لیا جاتا ہے یہ سب کچھ اس لیے کیا جاتا ہے تاکہ تم اپنے مقرر وقت تک پہنچ جاؤ، اور اس لیے کہ تم حقیقت کو سمجھو

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ وہی تو ہے جس نے پیدا کیا تم کو مٹی سے **تُرَاب۔** تو اب یہاں پہ انسان کی پیدائش کے جو مراحل ہیں اس کی طرف اللہ توجہ دلاتے ہیں اشارہ کرتے ہیں انسان کبھی تو نے سوچا غور کیا کہ تجھے مٹی جیسی حقیر چیز سے پیدا کیا۔ **ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ** مٹی سے پھر کیا ہوتا ہے؟ کہ پھر ایک حقیر سا نطفہ ،ایک حقیر سی پانی کی بوند تو گویا کہ اے انسان تو پانی کی بوند سے پیدا ہوتا ہے پھر تیسرا مرحلہ کیا ہے **ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ** پھر علقہ بن جاتا ہے وہ پانی کی بوند کیا بن جاتی ہے لوتھڑا ،خون کی پھٹکی جما ہوا خون۔ پھر کیا ہوتا ہے چوتھا مرحلہ آتا ہے **ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ** پھر وہ نکالتا ہے تم کو (خود ہی نہیں نکلتے اللہ ہی حکم دیتا ہے اور بچہ ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے) پھر وہ نکالتا ہے **طِفْلًا** نرم و نازک **طِفْلًا** لغت کے اعتبار سے اس کے معنی ہیں نرم و نازک ہونا جیسے **طَفْلَةٌ** گداز بدن والی عورت کو بھی کہتے ہیں ایسی عورت جس کا بدن بڑا نرم و نازک ہو اور اگر ہمیں پتہ ہو کہ **طِفْل** تو بچے کو کہتے ہیں تو آپ سوچیں گے کہ ارے عورت بچہ کیسے بن گئی تو اصل میں نرم و نازک تو جب تک بچہ چھوٹا ہوتا ہے یعنی نرم و نازک ہوتا ہے وہ **طِفْل** ہوتا ہے (**طِفْل** کا لفظ ایسے بچے کے لئے لیا جاتا ہے جو ابھی بالغ نہیں ہوا ہو ویسے بچے کے لئے قران میں 5 لفظ آئے ہیں **جَنِين** (جو ابھی ماں کے پیٹ میں ہی ہوتا ہے) **جَنِين** بھی ہے پھر **وَلَد** بھی آتا ہے **وَلِيْد** اور **صَبِیٌّ** بھی آتا ہے(جب انسان بڑا ہو جاتا ہے جب اس کی جنسی خواہش اس سے زور پکڑنے لگتی ہے) بہرحال یہاں پہ **طِفْل** آیا ہے۔ چوتھا مرحلہ ہے کہ پھر تمہیں **طِفْل** بچہ بنایا۔ پانچواں مرحلہ کیا ہے؟ **ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ** تاکہ تم پہنچو اپنے **أَشُد** کو۔ تو **بَلَغَ** ،**اِبْلُغ** کے معنی ہوتے ہیں کہ کسی کا اپنے مقصد کو پا لینا، ابلاغ ، کسی کا اپنے مقصد کی انتہا کو پانا تو تاکہ تم پہنچو **أَشُدَّكُمْ۔** **أَشُد** کسی بھی چیز کے عروج کو کہتے ہیں تو **أَشُد** کے معنی جوانی ہے یہاں پہ۔ تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو تو **أَشُد** کے معنی کیا ہیں کہ اب پھر تم ہوئے جوان۔ چھٹا مرحلہ کیا ہے۔ **ثُمَّ لِتَكُونُوا شُيُوخًا** پھر کہا کہ تم ہو جاؤ **شُيُوخ** کے معنی بوڑھے کے ہیں شیخٌ کی جمع ہے اور اس کے معنی کیا ہیں شیخٌ کا لفظ 50 سے لے کر 80 سال تک کے انسان کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ (آپ میں سے کون کون شیخٌ بن گئے ہیں) **شُيُوخًا** بڑھاپے کے لئے بزرگ کے لئے استعمال ہوتا ہے اسی لفظ کے ایک معنی عزت اور ادب اور احترام کے بھی ہوتے ہیں کیونکہ جب کوئی بوڑھا ہو جاتا ہے تو آپ اس کی عزت کرنے لگتے ہیں کہ بوڑھا ہے۔ مثلاً کسی استاد کو عالم کو شیخ کہا جاتا ہے ہر علم رکھنے والا شیخ (بوڑھا) نہیں ہو سکتا بلکہ بعض چھوٹی عمر کے ہوتے ہیں لیکن ان کو یا شیخ ، یااستاد ، یا عالم کہہ کے پکارا جاتا ہے اور استاد کسے کہتے ہیں؟ استاد مذکر ہے اس کا مؤنث کیا ہے **اساتذہ** تو بعض لوگ اپنے ٹیچر کو جو مونث ہے **اساتذہ** کہتے ہیں۔ بعض لوگ اپنے استاد کا نام لینا پسند نہیں کرتے تو آپا کہتے ہیں ضروری نہیں ہوتا کہ جو عمر میں بڑا ہو وہی آپا یا جی ہو بلکہ احترام سے ساتھ لگایا جا سکتا ہے اور بعض لوگ تو برا مناتے ہیں کہ استاد کا نام لیتے ہیں۔ تو یاد رکھیے گا کہ استاد کی عزت اور علم والوں کی عزت کیا ہے

؎ با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب

پھر تم ہو جاتے ہو بوڑھے۔ **وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّىٰ مِنْ قَبْلُ** اور تم میں سے کوئی شخص ایسا ہوتا ہے **وَمِنْكُمْ** جو کوئی **مَنْ يُتَوَفَّىٰ** مر جاتا ہے اب یہاں یہ **يُتَوَفَّىٰ** یہ مضارع مجہول ہے کہ اس کو مار دیا جاتا ہے **مِنْ قَبْلُ** پہلے سے ہی۔ اس کے کیا معنی ہیں؟ ؟ اس کے معنی یہ ہیں کہ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو یہ درجے نصیب نہیں ہوتے کوئی جنین ہی ہوتا ہے ماں کے پیٹ میں تو مر جاتا ہے۔ کوئی پیدا ہوتے ہی مر جاتا ہے وہ طفل بن کر جیتا نہیں ہے اور کوئی جوانی تک نہیں پہنچتا اور کوئی بڑھاپے تک نہیں پہنچتا اور کئی میں ابھی جان بھی نہیں ڈلی ہوتی خون کی پھٹکی ہوتی ہے فورا ہی ختم ہو جاتا ہے تو اصل بات کیا ہے کہ کتنے ایسے ہوتے ہیں جو پہلے ہی مر جاتے ہیں تو **وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّىٰ مِنْ قَبْلُ** سے مراد کیا ہے؟ زندگی ملنے سے پہلے دنیا میں آنے سے پہلے جوانی میں آنے سے پہلے بوڑھے ہونے سے پہلے وہ مر جاتے ہیں **وَلِتَبْلُغُوا أَجَلًا مُسَمًّى** تاکہ تم پہنچو وقت مقرر تک۔ **أَجَلًا مُسَمًّى** کے کیا معنی ہیں؟ اس کے معنی یہ ہیں کہ تم اپنی اُس معین مدت تک پہنچ جاؤ۔ کون سی مدت؟ کہ اللہ نے جس کی جو عمر لکھ دی ہے وہ اس کو پہنچ جائے کہ اتنی بس اس نے زندگی دنیا میں گزارنی ہے۔ بعض بچوں کی ایک سانس زندگی ہوتی ہے بعض کی دس سانس اور بعض کی چند دن، بعض کی چند مہینے، بعض کی چند سال، بعض کی بہت سے سال بعض ایڑیاں رگڑتا ہے اپنے بستر پر اور کہتا ہے کہ کب مجھے موت آئے کہ سارے اس سے تنگ آگئے ہیں تو بہرحال ہر ایک کی اپنی ایک **أَجَلًا مُسَمًّى** ہے اور یہ سارے جو 6 مراحل اور پھر بعض لوگ اس کے درمیان میں ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ سارے مراحل کیوں ہیں؟ **وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ** شاید کہ تم عقل سے کام لو اس کے معنی کیا ہیں؟ کہ ان ادوار اور مراحل پر غور کرو کہ نطفے سے علقہ پھر کبھی اللہ نے مضغہ بھی کہا اس کو پھر بچہ پھر جوانی کہولت (بڑھاپا) تو یہ سارا کچھ کرنے والا ایک ہے **الہ** ،خالق ،رب یہ ایک ہے۔ **رزاق** جو ماں کے پیٹ میں بھی کھانا دیتا ہے تو تم سمجھ لو یہ سب کچھ کرنے والا جب ایک ہے تو اس کی بندگی کرو اور مانو اس بات کو **وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ** کہ آخرت ہوگی اور اگر اللہ دنیا میں انسانوں کو اس طرح پیدا کر سکتا ہے تو دوبارہ آخرت میں بھی اٹھا کر کھڑا کرے گا اور حساب کتاب ہوگا تو یہ دلیل ہے توحید کی بھی اور آخرت کی بھی

آیت نمبر68۔ هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ فَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ

ترجمہ۔ وہی ہے زندگی دینے والا، اور وہی موت دینے والا ہے وہ جس بات کا بھی فیصلہ کرتا ہے، بس ایک حکم دیتا ہے کہ وہ ہو جائے اور وہ ہو جاتی ہے

هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وہی تو ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ زندگی بھی دی اور پھر موت بھی **فَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا** جب وہ فیصلہ کرتا ہے کسی معاملے کا یہاں یہ فیصلے سے مراد قیامت کا فیصلہ ہے۔ لوگ کہتے تھے قیامت کیسے آسکتی ہے کہا کہ جب وہ فیصلہ کرتا ہے کسی چیز کا **فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ** پس اتنا ہی کہتا ہے کہ **كُنْ فَيَكُونُ** ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔ تو اصل بات کیا ہے۔ (آپ دیکھیں پیچھے جتنی بھی آپ نے آیات پڑھیں اس میں کیا ہے کہ چیزوں کا وجود میں آنا آسمان زمین رات دن اور پھر انسان کی بہترین صورت پھر انسان کی تکمیل کے جو مراحل ہیں ان سب کا ذکر پھر رزق کا ذکر تو ان ساری چیزوں کا ذکر کر کے) اللہ تعالی کیا کہتے ہیں کہ جس اللہ کی قدرت اور کمالات اور نشانیوں اور نعمتوں کا یہ حال ہے بس اس کے لئے تو اتنا ہی کافی ہے **كُنْ فَيَكُونُ** جب وہ کہے گا تو پھر کائنات مٹ جائے گی قیامت آ جائے گی تو پھر کیا ہوگا کہ پھر اللہ کے ارادوں سے کوئی چیز اللہ کو باز نہیں کر سکے گی تو قیامت کا لانا تو بس ایسے ہی ہے جیسے کسی کا پلک جھپکنا بلکہ اس سے بھی جلدی تو

پھر لوگوں کیا کرو؟ قیامت کی تیاری کرو آخرت کی تیاری کرو۔ سب سے زیادہ جو چیز انسان کو نقصان دیتی ہے اور اس کے دل کو سخت بنا دیتی ہے اور انسان کبر کرنے لگتا ہے اور **مسرف** اور **کذاب** بن جاتا ہے وہ کیا ہے ؟ آخرت کا انکار کرنا آخرت کو نہ ماننا جب انسان آخرت کو نہیں مانتا پھر دنیا سے محبت کرتا ہے **بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا () وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ (16-17- اعلیٰ)** " مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے "اللہ تعالی ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا کرے۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ